Online Edition

سوموار 08 فروری 2021ء | 25 جمادی الثانی 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:33

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

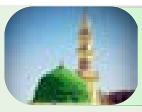

روزانہ کا استغفار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

میں روزانہ اللہ کے حضور ستر سے زائد مرتبہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

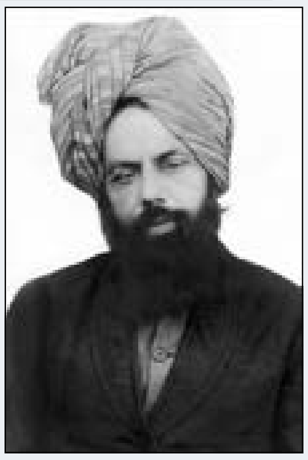

استغفار کے حقیقی معنی

’’استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے یہ لفظ غَفْر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے ۔۔۔ استغفار کی درخواست کے اصل معنی یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھ کر طبعاً خدا سے طاقت طلب کرتی ہے جیسا کہ بچہ ماں سے دودھ طلب کرتا ہے پس جیسا کہ خدا نے ابتدا سے انسان کو زبان، آنکھ، دل، کان وغیرہ عطا کئے ہیں ایسا ہی استغفار کی خواہش بھی ابتدا سے ہی عطا کی ہے اور اس کو محسوس کرایا ہے کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ خدا سے مدد پانے کا محتاج ہے اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد 20) یعنی خدا سے درخواست کر کہ تیری فطرت کو بشریت کی کمزوری سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے فطرت کو ایسی قوت دے کہ وہ کمزوری ظاہر نہ ہونے پاوے اور ایسا ہی اُن مردوں اور اُن عورتوں کے لئے جو تیرے پر ایمان لاتے ہیں بطور شفاعت کے دعا کرتا رہ کہ تا جو فطرتی کمزوری سے ان سے خطائیں ہوتی ہیں ان کی سزا سے وہ محفوظ رہیں اور آئندہ زندگی ان کی گناہوں سے بھی محفوظ ہو جائے یہ آیت معصومیت اور شفاعت کے اعلیٰ درجہ کی فلاسفی پر مشتمل ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انسان اعلیٰ درجہ کے مقام عصمت پر اور مرتبہ شفاعت پر تبھی پہنچ سکتا ہے کہ جب اپنی کمزوری کے روکنے کے لئے اور نیز دوسروں کو گناہ کے زہر سے نجات دینے کے لئے ہر دم اور ہر آن دعا مانگتا رہتا ہے اور تضرعات سے خدا تعالیٰ کی طاقت کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔‘‘

(عصمتِ انبیاءؑ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 671 تا 673)

ارشاد باری تعالیٰ

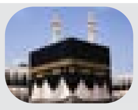

رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔

(الاعراف 24)

ترجمہ:۔ اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمۡ وَہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ

(سورۃ الانفال: ۳۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دے گا جب وہ استغفار کر رہے ہوں گے۔

فرمان خلیفہ وقت

ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ عبادات کی طرف اور خاص طور پر نمازوں کی ادائیگی کی طرف میں گزشتہ خطبات میں توجہ دلا چکا ہوں۔ آج صدقات اور استغفار کے حوالے سے زیادہ بات کروں گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر یہ حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بننا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہرحال توجہ دینی ہو گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں توبہ اور استغفار اور صدقات قبول کرتا ہوں تو یہ اس لئے کہ تم توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دو تا کہ تمہاری مشکلات دور

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

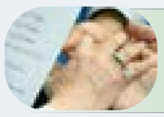

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے سخت حالات کے بعد جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ چکی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ اُس سے مانگتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ہم تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کے حوالے سے قرآنِ کریم میں ذکر فرمایا ہے کہ مَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ (الحجر: 57) اور گمراہوں کے سوا اپنی رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟ ہمیں یہ مایوسی تو نہیں کہ وہ دن لوٹ کر نہیں آئیں گے یا کس طرح آئیں گے؟ وہ دن تو جیسا کہ میں نے کہا انشاء اللہ لوٹ کر آئیں گے۔ کیونکہ ہمیں اُس خدا کی قدرتوں پر یقین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جب سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُس کا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندوں کی خبر لیتا ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1صفحہ 664)

پس اگر ہم عاجزی دکھاتے ہوئے اُس سے مانگتے رہیں گے تو وہ ضرور مدد کو آتا ہے اور آئے گا۔ جب سب حیلے ختم ہو جاتے ہیں تو تب بھی حضرتِ توّاب کا حیلہ قائم رہتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَھُوَ الَّذِیۡ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ۔ وَھُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ (الشوریٰ: 29) اور وہی ہے جو مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ وہی کارساز اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کا روحانی زندگی میں بھی، جسمانی زندگی میں بھی عموم ہے۔ جب خدا تعالیٰ عمومی طور پر مایوس لوگوں کو رحمت سے نوازتا ہے تو جو مومن ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کہ اللہ تعالیٰ اُن کا ولی ہے جو ایمان لانے والے ہیں۔ جو سچے مومن ہیں اُن کو مایوسیوں میں نہیں ڈالتا بلکہ ایسے مومنوں کو جو اس کے آگے جھکنے والے ہیں، جو عاجزی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اُن کی ضرور خبر لیتا ہے، اُن کی مدد کے لئے ضرور آتا ہے۔ اپنی رحمت کو ان کے لئے وسیع تر کر دیتا ہے۔ جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ وَیَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیۡدُھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ (الشوریٰ: 27) اور مومنوں اور

بقیہ صفحہ 10 پر

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

میری جان اور دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں۔ میرا یہ خاکی جسم آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ اور عقل کے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ محمدؐ کے جلال کا شہرہ ہے

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

معرفت کا یہ چشمۂ رواں جو میں خلقِ خدا کو پیش کرتا ہوں۔ یہ محمدؐ کے کمالات کے سمندر میں سے محض ایک قطرہ ہے۔

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زُلالِ محمدؐ است

میری یہ آگ محمدؐ کے ہی عشقِ الٰہی کی آگ کا پرتو ہے۔ میرا یہ پانی یعنی زندگی بخش تعلیم محمدؐ کا ہی مصفیٰ پانی ہے۔

(اخبار ریاض ہند یکم مارچ 1886ء۔ آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 645

ماخوذ از درِّ ثمین فارسی صفحہ 220)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا

(صحیح بخاری کِتَابُ الزَّکَاۃِ حدیث: 1442)

ترجمہ: اے اللہ! سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے پیدا کر۔

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ کی خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے کے حق میں پیاری دعا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پید اکر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف کر دے۔

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا اس کے لیے سات سوگنا (ثواب) لکھ لیا گیا۔ (جامع ترمذی اَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِہَادِ حدیث: 1625)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے ایک بکری ذبح کروائی (اور اس کا گوشت غرباء میں تقسیم کیا اور کچھ گھر میں بھی کھانے کے لیے رکھ لیا) نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کس قدر گوشت بچ گیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دستی کے سوا اور کچھ نہیں بچا، آپ نے فرمایا: (دراصل) سارا بچ گیا ہے سوائے اس دستی کے۔ یعنی جس قدر تقسیم کیا گیا ہے وہ ثواب ملنے کی وجہ سے بچ گیا ہے اور جو بچا کر خود کھانے کے لیے رکھا ہے چونکہ اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ اس لیے حقیقتاً وہ نہیں بچا۔ (جامع ترمذی)

مرسلہ: مریم رحمٰن

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05؍ فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے متعلق بارہا فرمایا کہ انہوں نے جنّت خرید لی اور وہ جنتی ہیں

حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عثمانؓ اُن اہلِ شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین اُمور میں رائے لی جاتی تھی

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیشِ نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05؍ فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم معاذ احمد زاہد صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عثمانؓ کی غزوات کا ذکر چل رہا ہے۔ غزوۂ ذات الرقاع، جو بطرفِ نجد سات ہجری یا دوسری روایت کے مطابق غزوۂ خیبر کے بعد ہوا تھا، اس غزوے میں حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ یا حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینے میں امیر مقرر فرمایا تھا۔ اس غزوے کی سختیوں کے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ آدمیوں کے پاس ایک مشترکہ اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری کرتے۔ میرے دونوں پاؤں پھٹ گئے اور اُن کے ناخن گِر گئے تھے اور ہم اُن پر کپڑوں کے ٹکڑے لپیٹ کر گزارا کرتے تھے۔

فتح مکہ، آٹھ ہجری کے موقعے پر رسول اللہ ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کے علاوہ باقی سب کفّار کو امان دے دی تھی۔ اُن چار آدمیوں میں سے ایک عبداللہ بن ابی سرح کو حضرت عثمانؓ نے پناہ دے دی اور وہ آپؓ کے گھر میں تین دن چھپا رہا۔ ایک روز جب رسول کریم ﷺ مکّے کے لوگوں کی بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ اسے لے کر حاضر ہوئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم ﷺ نے پہلے تو تامل فرمایا مگر پھر آپؐ نے بیعت لے لی۔ یہ شخص مرتد تھا اور پہلے کاتبِ وحی بھی رہ چکا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ وحی لکھوا رہے تھے کہ جب آیت ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ پر پہنچے تو اُس کے منہ سے نکلا فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی وحی ہے اسے لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیات کے نتیجے میں یہ آیت طبعی طور پر بن جاتی ہے۔ اس نے گمان کیا کہ نعوذ باللہ آپؐ اسی طرح خود سارا قرآن بنا رہے ہیں چنانچہ وہ مرتد ہوگیا۔

عکرمہ بن ابوجہل کو جب علم ہوا کہ آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی نے اس کا پیچھا کیا۔ عکرمہ کشتی میں سوار ہو چکا تھا جب وہ وہاں پہنچی اور اسے بتایا کہ اُس نے عکرمہ کے لیے رسول خدا ﷺ سے امان حاصل کرلی ہے۔ عکرمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امان ملنے کی نسبت دریافت کیا۔ اثبات میں جواب ملنے پر عکرمہ نے اسلام قبول کیا اور شرم کے مارے اپنا سر جھکا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عکرمہ! تُو مجھ سے جو چیز مانگے گا مَیں تجھے ضرور دوں گا۔ اس پر عکرمہ نے عرض کیا کہ میری ہر اُس عداوت کے لیے بخشش کی دعا کر دیں جو مَیں نے آپؐ سے روا رکھی۔ حضور ﷺ نے عکرمہ کے لیے دعا کی اور خوشی سے سرشار ہو کر اپنی چادر اس پر ڈال دی اور اسلام میں خوش آمدید کہا۔ عکرمہؓ کا شمار بعد میں بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا تھا اور آپؓ کے ایمان لانے سے حضور ﷺ کے اس خواب کی تعبیر ہوئی جس میں آپؐ نے جنت میں انگور کا ایک خوشہ ابوجہل کے لیے دیکھا تھا۔

غزوۂ تبوک 9؍ ہجری کی تیاری کے لیے حضور ﷺ نے تحریک فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے سَو اونٹوں کا قافلہ سامان سمیت پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے پھر تحریک فرمائی تو آپؓ نے سَو مزید اونٹ سامان سمیت پیش کر دیے۔ آپؐ نے تیسری بار تحریک فرمائی تو حضرت عثمانؓ نے پھر سَو اونٹ مع سامان پیش کر دیے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ نے اس موقعے پر ایک ہزار اونٹ اور ستّر گھوڑے جبکہ ایک اَور روایت کے مطابق آپؓ نے دس ہزار دینار پیش کیے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے متعلق بارہا فرمایا کہ انہوں نے جنّت خرید لی اور وہ جنتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جنگی ضرورت تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کے سامنے ضرورتِ حقّہ کو رکھا تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میری یہ پیشکش قبول کرلی جائے کہ مَیں دس ہزار صحابہ کا پورا خرچ برداشت کروں گا اور اس کے علاوہ آپؓ نے ایک ہزار اونٹ اور ستّر گھوڑے دیے۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں حضرت عثمانؓ اُن اہلِ شوریٰ میں سے تھے جن سے اہم ترین اُمور میں رائے لی جاتی تھی۔ جب روم پر چڑھائی کا موقع آیا تو حضرت ابوبکرؓ کے مشورہ طلب کرنے پر حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکرؓ پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ کر گزرنے کا مشورہ دیا۔ جس پر مشاورت میں شریک دیگر تمام صحابہ نے حضرت عثمانؓ کی تائید کی۔ بحرین کے گورنر کی تعیناتی کے لیے مشورہ طلب کیے جانے پر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اُس آدمی کو بھیجیں جسے رسول اللہ ﷺ نے بحرین پر گورنر مقرر فرمایا تھا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجنے پر اتفاق کرلیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑا۔ ان ہی ایّام میں حضرت عثمانؓ کا سَو اونٹوں کا قافلہ اشیائے خور و نوش لیے شام سے مدینے پہنچا۔ مدینے کے تاجروں نے اسے خریدنا چاہا مگر آپؓ نے اس غلّے کو فقراء اور مساکین کے لیے صدقہ کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس رات یہ واقعہ ہوا مَیں نے اس رات رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عثمان نے ایک صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا ہے اور جنّت میں اس کی شادی کی ہے اور ہمیں ان کی شادی میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں فتوحات کے سلسلے میں وسعت سے جب مال کی کثرت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے بعض صحابہ سے مشاورت طلب کی۔ حضرت عثمانؓ نے باقاعدہ انتظام کر کے کھاتے بنانے کا مشورہ دیا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے مردم شماری کر کے لوگوں کے نام رجسٹروں میں محفوظ کرنے کے عمل کا آغاز فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی بابت آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو ایک قمیص پہنائے گا اور منافقین اسے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت عمرؓ کی وفات اور حضرت عثمانؓ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب زخمی ہوئے اور آپؓ نے اپنا آخری وقت قریب محسوس کیا تو حضرت عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کے بارے میں وصیت فرمائی کہ یہ چھ افراد اپنے میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کرلیں۔ نیز آپؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کو بھی مشورے میں شریک کیا لیکن انہیں خلافت کا حق دار قرار نہ دیا اور وصیت کی کہ یہ سب لوگ تین دن میں فیصلہ کریں۔ تین دن کے لیے حضرت صہیبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا اور مشورے کی نگرانی مقداد بن اسود کے سپرد کی۔ فرمایا کہ جس پر کثرتِ رائے سے اتفاق ہو سب لوگ اس کی بیعت کریں اور اگر کوئی انکار کرے تو اسے قتل کر دو۔ اگر دونوں طرف تین تین ہو جائیں تو عبداللہ بن عمر اُن میں سے جس کو تجویز کرے وہ خلیفہ ہو۔ اگر اس فیصلے پر وہ راضی نہ ہوں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں وہ خلیفہ ہو۔ انتخابِ خلافت کے وقت حضرت طلحہؓ مدینے میں موجود نہ تھے۔ لمبی بحث کے بعد جب بقیہ پانچوں صحابہ کسی نتیجے پر نہ پہنچے تو اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر دیا جائے اور جس کے حق میں وہ فیصلہ کریں وہی خلیفہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن میں مدینے کے ہر گھر گئے اور لوگوں کی رائے معلوم کی۔ سب نے یہی کہا کہ انہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت منظور ہے۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ کی قائم فرمودہ کمیٹی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ تجویز دی کہ اپنا معاملہ اپنے میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دو۔ اس پر حضرت زبیرؓ نے اپنا اختیار حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت سعدؓ نے اپنا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حوالے کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ دونوں میں سے جو بھی اس امر سے دست بردار ہوگا ہم انتخابِ خلافت کا معاملہ اسی کے حوالے کر دیں گے۔ اس بات نے دونوں بزرگوں کو خاموش کر دیا چنانچہ اس بات پر اتفاق ہوا کہ جس کے حق میں حضرت عبدالرحمٰنؓ فیصلہ کریں وہی خلیفہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن باری باری دونوں صحابہ کو تنہائی میں لے گئے اور انصاف کرنے نیز دوسرے کے امیر بنائے جانے پر اس کا اطاعت گزار رہنے کا پختہ عہد لیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔ علامہ ابن سعد کے مطابق حضرت عثمانؓ کی بیعت 29؍ ذوالحجہ 23؍ ہجری کو سوموار کے روز کی گئی۔

بیعت کے بعد آپؓ لوگوں میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا مکر و فریب سے آراستہ ہے۔ پس تمہیں دنیاوی زندگی دھوکا نہ دے اور اللہ کے بارے میں شیطان تمہیں ہرگز دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔ تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ نے اسے پھینکا ہے۔ مال اور اولاد دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے طور پر بہتر اور امنگ کے لحاظ سے بہت اچھی ہیں۔ اس کے بعد لوگ آپؓ کی بیعت کرنے کے لیے لپکے۔

حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں الجزائر، مراکش، اندلس، قبرص، طبرستان، آرمینیا، خراسان اور بلادِ روم وغیرہ کی طرف پیش قدمی ہوئی اور فتوحات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس امر کا بھی تذکرہ ملتا ہے کہ آپؓ کے دورِ خلافت میں ہندوستان میں اسلام کی آمد ہوگئی تھی۔

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہوگا۔

پاکستانی احمدیوں کے لیے دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرے۔ پاکستان کے احمدیوں کو اپنی اصلاح کی بھی توفیق دے، اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ جلد یہ اندھیرے دن روشنیوں میں بدل دے اور ہم وہاں کے احمدیوں کو بھی آزادی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دیکھیں۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15؍ جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابو تراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

آپؓ ہر خوبی میں اور بلاغت و فصاحت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپؓ کے کمال کا انکار کیا تو اس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا (حضرت مسیح موعودؑ)

ایم ٹی اے کے چوبیس گھنٹے نشر ہونے والے نئے چینل 'ایم ٹی اے گھانا' کے اجرا کا اعلان

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر دعاؤں کی مکرر تحریک

پاکستان کے احمدیوں کو نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی تلقین

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۞ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۞

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا آج بھی آپؓ کا ذکر ہی ہو گا اور آج آپ کے بارے میں جو معلومات، جو مواد میں نے اکٹھا کیا ہوا تھا وہ مکمل ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ''حضرت امام حسین صاحبؓ نے ایک دفعہ سوال کیا'' یعنی حضرت علیؓ سے ''کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں؟ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپؓ کس سے محبت کریں گے''؟ فرمایا (حضرت علیؓ نے فرمایا) ''اللہ سے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 57)

اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

''حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے ایک سوال کیا کہ کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے پھر سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ سے بھی محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا تب تو آپ ایک رنگ میں شرک کے مرتکب ہوئے۔ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت میں کسی اور کو شریک بنا لیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حسنؓ! میں شرک کا مرتکب نہیں ہوں۔ مَیں بیشک تجھ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب تیری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں فوراً اسے چھوڑ دوں گا۔''

(قرونِ اولیٰ کی نامور خواتین اور صحابیات کے ایمان افروز ... انوار العلوم جلد 21 صفحہ 623)

پھر حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کے بارے میں ایک جگہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''حضرت علیؓ کو جب کوئی بڑی مصیبت پیش آتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یَا کٓھٰیٰعٓصٓ اِغْفِرْلِیْ۔ یعنی اے کٓھٰیٰعٓصٓ! مجھے معاف فرمادے۔''

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 17)

اُمّ ہانی کی ایک روایت کے مطابق ان مقطعات کے یہ معنی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ك قائم مقام صفت کافی کا ہے، ھاء قائم مقام صفت ہادی کی ہے اور ع قائم مقام صفت عالم یا علیم کی ہے اور ص قائم مقام صفت صادق کی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 17)

یعنی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! تُو کافی ہے۔ تُو ہادی ہے۔ تُو علیم ہے اور تُو سچا ہے، صادق ہے۔ تیری تمام صفات کا واسطہ ہے کہ مجھے بخش دے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''مفسرین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بھی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے ایک نوکر کو آواز دی مگر وہ نہ بولا۔ آپؓ نے بار بار آواز دی مگر پھر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لڑکا اتفاقاً آپؓ کو سامنے نظر آ گیا تو آپ نے اس سے پوچھا مَالَكَ لَمْ تُجِبْنِيْ کہ تجھے کیا ہو گیا کہ میں نے تجھے اتنی بار بلایا مگر تُو پھر بھی نہیں بولا۔ قَالَ لِثِقَتِيْ بِحِلْمِكَ وَاَمْنٍ مِنْ عَقُوْبَتِكَ فَاسْتَحْسَنَ جَوَابَهٗ وَاُعْتَقَهٗ۔ اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی نرمی کا یقین تھا اور آپ کی سزا سے میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے آپ کی بات کا جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ کو اس لڑکے کا یہ جواب پسند آیا تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 255)

اب کوئی دنیا دار ہوتا تو شاید اسے سزا دیتا کہ تُو میری نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے لیکن آپؓ نے اس کو انعام سے نوازا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''حضرت علیؓ کے بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو ایک شخص پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت علیؓ ایک دفعہ اپنے بچوں کے پاس سے گزرے تو آپؓ نے سنا کہ آپؓ کے بچوں کو ان کا استاد خَاتِمَ النبیین پڑھا رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے بچوں کو خَاتِمَ النبیین نہ پڑھاؤ بلکہ خَاتَمَ النبیین پڑھایا کرو'' یعنی 'ت' کے نیچے زیر کے بجائے 'ت' کے اوپر زبر کے ساتھ پڑھاؤ۔ ''یعنی بیشک یہ دونوں قراءتیں ہیں لیکن مَیں خَاتَمَ النبیین کی قراءت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ خَاتَمَ النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر اور خَاتِمَ النبیین کے معنی ہیں نبیوں کو ختم کرنے والا۔ میرے بچوں کو تاء کی زبر سے پڑھایا کرو۔''

(فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 404)

پھر حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں ''حضرت علیؓ کی نسبت بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قرآن شریف کے حافظ تھے بلکہ انہوں نے قرآن شریف کے نزول کی ترتیب کے لحاظ سے قرآن لکھنے کا کام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد شروع کر دیا تھا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 429)

ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کسی صحابیؓ نے کھانے پر بلایا۔ بعض صحابہؓ بھی مدعو تھے جن میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ آپؓ کی عمر نسبتاً چھوٹی تھی'' حضرت علی کی عمر چھوٹی تھی ''اس لئے بعض صحابہؓ کو آپ سے مذاق کی سوجھی۔ وہ کھجوریں کھاتے جاتے تھے اور گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اسی طرح کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ جوان تھے کھانے میں مصروف رہے اور اس طرف نہیں دیکھا۔ جب دیکھا تو گٹھلیوں کا ڈھیر آپؓ کے سامنے

لگا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے مذاقاً حضرت علیؓ سے کہا تم نے ساری کھجوریں کھالی ہیں!! یہ دیکھو! ساری گٹھلیاں تمہارے آگے پڑی ہیں۔ حضرت علیؓ کی طبیعت میں بھی مذاق تھا۔ چڑچڑا پن نہیں تھا۔ چڑچڑا پن ہوتا تو آپ صحابہؓ سے لڑپڑتے اور کہتے کہ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں یا مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سمجھ گئے کہ یہ مذاق ہے جو اُن سے کیا گیا ہے۔'' حضرت علیؓ نے سوچا کہ ''اب میری خوبی یہ ہے کہ میں بھی اس کا جواب مذاق میں دوں۔'' چنانچہ ''آپؓ نے فرمایا: آپ سب گٹھلیاں بھی کھا گئے ہیں لیکن مَیں گٹھلیاں رکھتا رہا ہوں'' کہ آپ سب لوگ جب کھا رہے تھے تو گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھا گئے ہیں لیکن میں نے گٹھلیاں رکھی ہوئی ہیں'' اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ گٹھلیوں کا ڈھیر میرے سامنے پڑا ہے۔ صحابہؓ پر یہ مذاق الٹ پڑا۔''

(خطبات محمود جلد 33 صفحہ 259-260)

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ حضرت علیؓ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ''حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے کہ حضرت علیؓ نے لقمہ دیا۔ نماز کے بعد آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ تمہارا کام نہ تھا۔ غلطی کی طرف توجہ دلانے کے لئے میں نے آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 299)

نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے تو کہیں آگے پیچھے ہوگیا ہوگا اور حضرت علیؓ نے لقمہ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کے لیے مقرر کیے ہوئے ہیں تم نہ دو۔ حالانکہ حضرت علیؓ بھی کافی عالم تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک اور جگہ بیان فرماتے ہیں کہ

''قرآن کریم میں حکم ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی مشورہ لو تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔ کہتے ہیں حضرت علیؓ نے اس حکم سے پہلے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مشورہ نہ لیا تھا مگر جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرت علیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ رقم بطور صدقہ پیش کرکے عرض کیا کہ میں کچھ مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ جاکر حضرت علیؓ سے باتیں کیں۔ کسی دوسرے صحابی نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ کیا بات تھی جس کے متعلق آپؓ نے مشورہ لیا؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ کوئی خاص بات تو مشورہ طلب نہ تھی مگر میں نے چاہا کہ قرآن کریم کے اس حکم پر بھی عمل ہوجائے۔''

(خطبات محمود جلد 25 صفحہ 752)

یہ تھے صحابہ کے طریق۔ ایک جگہ یہ واقعہ اس طرح بھی ملتا ہے کہ ایک صحابی تو لوگوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کا یہ جو حکم ہے کہ اگر تمہیں کوئی گھر والا کہے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ کہتے ہیں میں نے کئی دفعہ کوشش کی بلکہ بعض دفعہ روزانہ کوشش کی، کسی نہ کسی گھر میں جاتا کہ کوئی مجھے کہے کہ واپس چلے جاؤ اور میں خوشی خوشی واپس آجاؤں تاکہ قرآن کریم کے حکم کی تعمیل ہوجائے لیکن میری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوئی۔ کسی گھر والے نے کبھی مجھے یہ نہیں کہا کہ واپس چلے جاؤ۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۹ سورۃ النور زیر آیت ۲۹ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

آج کل اگر ہم کسی کو کہیں کہ مصروف ہیں، واپس چلے جاؤ یا ملاقات نہیں ہوسکتی تو لوگ بُرا مان جاتے ہیں لیکن صحابہ کا تقویٰ یہ تھا کوشش کرتے تھے کہ قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی غرض کے لئے صحابہؓ سے چندہ مانگا۔ حضرت علیؓ باہر گئے گھاس کاٹا اور اسے بیچ کر جو قیمت ملی وہ چندہ میں دے دی۔''

(خطبات محمود جلد 33 صفحہ 357)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ واقعات بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ غالباً اپنے درس میں بیان فرمایا تھا کہ حضرت علامہ عبید اللہ صاحب بسمل ایک چوٹی کے شیعہ عالم تھے۔ اتنے بزرگ اور اتنے علم میں گہرے اور تبحر کہ جب یہ احمدی ہوگئے تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہی نہیں بعد میں پارٹیشن تک، پارٹیشن کے بعد بھی ان کی بعض کتب ابھی تک تدریس کے طور پر شیعہ مدرسوں میں پڑھائی جارہی ہیں کیونکہ مجھے یاد ہے خلیفۃ المسیح الرابع کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شیعہ دوست میرے پاس گفتگو کے لیے آئے جب میں وقفِ جدید میں ہوتا تھا تو گفتگو کے بعد انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور اللہ کے فضل سے احمدی ہوگئے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں پہلے آپ کو بتایا نہیں کرتا تھا۔ پہلے وہ ایک شیعہ عالم تھے، ان کا مجھے عہدہ یاد نہیں مگر وہ شیخوپورہ کے کسی گاؤں یا فیصل آباد کے کسی گاؤں، ان کے بازو کے علاقے کے تھے کہیں کے، انہوں نے بتایا کہ مَیں شیعوں میں یہ مرتبہ رکھتا ہوں، عالم ہوں۔ یعنی کہ یہ جو آدمی جنہوں نے بیعت کی ان کے بارے میں خلیفہ رابعؒ بتا رہے ہیں کہ وہ شیعہ عالم تھے۔ اور (وہ کہتے ہیں) میں عالم ہوں اور شیعوں میں کافی مرتبہ رکھتا ہوں لیکن آج میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ ابھی تک عبید اللہ صاحب بسمل کی کتب ہمارے مدرسوں میں پڑھائی جارہی ہیں۔ اتنا ان کا رعب ہے، ان کے علم کا اور ہمیں یہ لوگ بتاتے نہیں۔ خلیفہ رابع کہتے ہیں ہمیں یہ شیعہ لوگ نہیں بتاتے کہ کس طرح وہ بسمل صاحب کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ آپ بتا رہے ہیں کہ مجھے تو ویسے پتہ لگ گیا ہے اس عالم کے ذریعہ سے۔ لیکن یہ وہاں پڑھاتے ہوئے نہیں بتاتے کہ وہ کون تھا اور بعد میں، بسمل صاحب کے ساتھ کیا ہوا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ان ساری عزتوں کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا جو ان کو اس زمانے میں شیعہ مسلک سے حاصل تھیں۔ یہ ان کی کتب کا حوالہ ہے یعنی کسی معمولی آدمی کا حوالہ نہیں ہے۔ اس کتاب کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ ساری تمہید باندھ کے کہ البزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ جواب دیا کہ آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر میں سب سے زیادہ بہادر کیسے ہوا؟ اب تم یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حضرت علیؓ نے دوبارہ پوچھا۔ یہ بسمل صاحب نے ایک کتاب کے حوالے سے اپنی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جناب ہم کو نہیں معلوم آپ ہی فرمائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا یعنی حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دے۔ بخدا ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر برہنہ کے ساتھ، شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوگئے اور پھر کسی مشرک کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اگر کسی نے ایسی جرأت کی بھی تو آپ فوراً اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس لیے آپؓ ہی سب سے زیادہ بہادر ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغے میں لے لیا اور وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم ہی وہ ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔ حضرت علیؓ فرمارہے ہیں کہ خدا کی قسم! کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے۔ یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر اٹھائی، چادر منہ پر رکھ کر اتنا روئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی بھیگ گئی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے۔ اے لوگو! بتاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھے ہیں۔ آل فرعون سے جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے پیغمبر پر اس قدر جاں نثاری نہیں کی جتنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ساعت آل فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے اور بڑھ کر ہے اس لیے کہ وہ لوگ اپنا ایمان چھپاتے پھرتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

(ماخوذ از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمودہ 16 فروری 1994ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو نصیحت کی۔ فرمایا اے علیؓ! اگر تیری تبلیغ سے ایک آدمی بھی ایمان لے آئے تو یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان تیری بھیڑوں اور بکریوں کا ایک بڑا بھاری گلّہ جا رہا ہو اور تو اسے دیکھ کر خوش ہو۔''

(ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 464)

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سَلَمہؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔

(مجمع الزوائد جلد۹ صفحہ۱۲۶ کتاب المناقب، مناقب علی بن طالب حدیث ۱۴۷۵۷ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت زر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا۔ یقیناً نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مجھ سے عہد تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی ان حب الانصار......الخ حدیث نمبر ۲۴۰)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ کی سی ہے جن سے یہودیوں نے اتنا بغض کیا کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھ دیا اور عیسائی لوگ آپؑ کی محبت یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے آپؑ کو وہ مقام دے دیا جو کہ ان کا مقام نہ تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: خبردار! میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو محبت میں غلو کر کے مجھے وہ مقام دیں گے جو کہ میرا مقام نہیں ہے اور دوسرے وہ لوگ جو مجھ سے بغض رکھیں گے اور میری دشمنی میں مجھ پر بہتان باندھیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد۱ صفحہ ۴۳۹ مسند علی بن ابی طالب حدیث ۱۳۷۷ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت علیؓ فَے کے مال یعنی وہ مالِ غنیمت جو دشمن سے جنگ کیے بغیر ہاتھ لگے، اس کی تقسیم میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق کو اختیار کرتے تھے۔ آپؓ کے پاس جب بھی مال آتا تو آپؓ وہ سارے کا سارا تقسیم کر دیتے اور اس میں سے کچھ بھی بچا کر نہ رکھتے سوائے اس کے جو اس روز تقسیم ہونے سے رہ جاتا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے دنیا! جا میرے علاوہ کسی اَور کو جا کر دھوکا دے۔ آپ فَے کے مال میں سے نہ تو خود لیتے اور نہ کسی گہرے دوست یا عزیز کو اس میں سے کچھ دیتے۔ آپؓ گورنری اور عہدہ وغیرہ صرف دیانت دار اور امین لوگوں کو دیتے۔ جب آپ کو ان میں سے کسی کی خیانت کی خبر پہنچتی تو آپ ان کو یہ آیات لکھ کر بھیجتے۔ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (یونس:58) یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت کی بات آ چکی ہے اور اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (ہود:86-87) ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں ان کو کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں مفسد بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ۔ اللہ کی طرف سے جو تجارت میں بچتا ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سچے مومن ہو اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ نیز اسے لکھتے جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو تمہارے پاس ہمارے جو اموال ہیں وہ سنبھال کر رکھنا یہاں تک کہ ہم تمہاری طرف کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو تم سے وہ اموال وصول کرے۔

پھر آپؓ اپنی نظریں آسمان کی طرف کر کے فرماتے اے اللہ! یقیناً تُو جانتا ہے کہ میں نے انہیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حق کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

اَبْجَر بن جُرْمُوز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مَیں نے حضرت علی بن ابوطالبؓ کو دیکھا کہ آپؓ کوفہ سے نکل رہے تھے اور آپؓ کے اوپر دو قِطْرِی چادریں تھیں۔ قِطر بحرین کی ایک بستی کا نام ہے جہاں سرخ دھاری دار چادریں بنتی تھیں۔ جن میں سے ایک کو آپ نے تہبند کے طور پر باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اوپر لیا ہوا تھا۔ آپ کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔ آپ ایک کوڑا تھامے ہوئے بازار میں چل رہے تھے اور لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، سچی بات کہنے، عمدگی سے خرید و فروخت کرنے اور ماپ تول اور وزن کو پورا کرنے کی تلقین فرما رہے تھے۔

مُجَمِّع تَیْمِی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے بیت المال میں جتنا مال تھا وہ سارے کا سارا مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس میں چونا کروایا گیا۔ پھر آپ نے اس میں اس امید پر نماز پڑھی کہ قیامت کے دن وہ آپ کے لیے گواہی دے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب جلد 03 صفحہ 1111 تا 1113 ذکر علی بن ابی طالب، دار الجیل بیروت 1992ء)

(لغات الحدیث جلد 3 صفحہ 575 نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 7/دسمبر 1892ء کو اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں۔ اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے سو اس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں علی مرتضیٰ ہوں اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں کہ یَا عَلِیُّ! دَعْهُمْ وَاَنْصَارَهُمْ وَزِرَاعَتَهُمْ۔ یعنی اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کے لئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترکِ خطاب بہتر ہے۔‘‘

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 176)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے لشکر کی تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ ہتھیار اور جنگی سواریاں تو لوگوں میں تقسیم کروائے لیکن سامان و غلام اور لونڈیوں کو کوفہ واپس آنے پر ان کے مالکوں کو لوٹا دیا۔‘‘

(مسئلہ وحی ونبوت کے متعلق اسلامی نظریہ، انوار العلوم جلد 23 صفحہ 363)

پھر ایک اَور حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

’’حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کی نسبت حضرت عمرؓ کا زمانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور تھا۔ یہی حال حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا تھا۔ بیشک ان کا درجہ اپنے سے پہلے خلیفوں سے کم تھا لیکن ان کے وقت جو واقعات پیش آئے ان میں ان کے درجہ کا اتنا اثر نہیں تھا جتنا رسول کریمؐ کے زمانہ سے دور ہونے کا اثر تھا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وقت زیادہ تر وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی تھی لیکن بعد میں دوسروں کا زیادہ دخل ہو گیا۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں تو ایسے فتنے اور فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپؓ کے وقت میں ہو رہے ہیں تو انہوں نے کہا بات یہ ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ماتحت میرے جیسے لوگ تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے لوگ ہیں۔‘‘

(جماعت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 95)

پھر ایک اَور جگہ حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ایک شخص اس زمانہ میں جبکہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ جاری تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ حضرت علیؓ کے زمانہ کی جنگوں میں کیوں شامل نہیں ہوتے حالانکہ قرآن کریم میں صاف حکم موجود ہے کہ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔ انہوں نے جواب دیا کہ...... ہم نے یہ حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پورا کر دیا ہے جبکہ اسلام بہت قلیل تھا اور آدمی کو اس کے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا جاتا تھا یعنی یا تو اسے قتل کیا جاتا تھا یا عذاب دیا جاتا تھا یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔ پھر کسی کو فتنہ میں نہیں ڈالا جاتا تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 427-428)

یعنی اگر جنگیں تھیں تو دین بدلنے کے لیے تھیں اور ان کے خلاف تھیں جو دین بدلنا چاہتے تھے۔ اب یہاں تو دین قائم ہو گیا۔ اسلام قائم ہو گیا۔ عقیدے کا تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعض نظریاتی اختلاف ہیں اس لیے میں جنگوں میں شامل نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ ان کا اپنا ایک نظریہ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’جب رومی بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ کی خبر معلوم کر کے اسلامی مملکت پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ ہوشیار رہنا ہمارے آپس کے اختلاف سے دھوکہ نہ کھانا۔ اگر تم نے حملہ کیا تو حضرت علیؓ کی طرف سے جو پہلا جرنیل تمہارے مقابلہ کے لئے نکلے گا وہ میں ہوں گا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 430)

آپ نے اس کا ذرا تفصیل سے ذکر اس طرح بھی بیان فرمایا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب روم کے بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف دیکھا تو اس نے چاہا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے

لیے ایک لشکر بھیجے۔ اس وقت رومی سلطنت کی ایسی ہی طاقت تھی جیسی اس وقت امریکہ کی ہے۔ اس کی لشکر کشی کا ارادہ دیکھ کر ایک پادری نے جو بڑا ہوشیار تھا کہا بادشاہ سلامت آپ میری بات سن لیں اور لشکر کشی کرنے سے اجتناب کریں۔ یہ لوگ اگرچہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن آپ کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور باہمی اختلاف کو بھول جائیں گے۔ پھر اس نے ایک مثال دی وہ بھی شاید اس نے تحقیر کے رنگ میں ہی دی ہو بہرحال کس نیت سے دی، تحقیر کی نیت سے یا ویسے ہی سمجھا ہو گا کہ یہ بہتر مثال ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کتے منگوائیں اور انہیں ایک عرصہ تک بھوکا رکھیں۔ پھر ان کے آگے گوشت ڈالیں وہ آپس میں لڑنے لگ جائیں گے۔ اگر آپ انہی کتوں پر شیر چھوڑ دیں تو وہ دونوں اپنے اختلاف کو بھول کر شیر پر جھپٹ پڑیں گے۔ اس مثال سے اس نے یہ بتایا کہ تُو چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت علی اور معاویہ کے اختلاف سے فائدہ اٹھالے لیکن مَیں یہ بتا دیتا ہوں کہ جب بھی کسی بیرونی دشمن سے لڑنے کا سوال پیدا ہو گا یہ دونوں اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں گے اور دشمن کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور ہوا بھی یہی۔ جب حضرت معاویہ کو روم کے بادشاہ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ نے اسے پیغام بھیجا کہ تُو چاہتا ہے کہ ہمارے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر حملہ کرے لیکن مَیں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری حضرت علی کے ساتھ بیشک لڑائی ہے لیکن اگر تمہارا لشکر حملہ آور ہوا تو حضرت علی کی طرف سے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے جو سب سے پہلا جرنیل نکلے گا وہ میں ہوں گا۔

(ماخوذ از مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 416-417)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ ہم میں سب سے بہتر قرآن پڑھنے والے اُبی بن کعبؓ ہیں اور ہم میں سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ باب قولہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا حدیث ۴۴۸۱)

حضرت اُمّ عَطِیَّہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا۔ اے اللہ! تُو مجھے موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھے علیؓ کو دکھا نہ دے۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۰ ذکر علی بن ابی طالب، دارالفکر بیروت ۲۰۰۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کو ایک سریہ پر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول اور جبرئیل تجھ سے راضی ہیں۔

(کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۱۰۷ حدیث ۳۶۳۴۹ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸۵ء)

ایک جگہ ایک واقعہ آتا ہے کہ امیر معاویہ نے ضِرار صُدَائِی سے کہا کہ مجھے حضرت علیؓ کے اوصاف بتاؤ۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین! مجھے اس سے معاف فرمائیں۔ امیر معاویہ نے کہا تمہیں بتانا پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر سنیں۔ خدا کی قسم! حضرت علیؓ بلند حوصلہ اور مضبوط قویٰ کے مالک تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے اور عدل سے فیصلہ کرتے تھے۔ آپ علم و معرفت کا بہتا چشمہ تھے اور آپ کی بات بات سے حکمت ٹپکتی تھی۔ آپؓ دنیا اور اس کی رونقوں سے وحشت محسوس کرتے اور رات اور اس کی تنہائی سے انس رکھتے تھے۔ آپؓ بہت رونے والے اور بہت غور و فکر کرنے والے انسان تھے۔ آپؓ مختصر لباس اور نہایت سادہ کھانا پسند کرتے تھے۔ آپ ہمارے درمیان ہمارے جیسے ایک عام شخص کی طرح رہتے تھے۔ ہم سوال کرتے تو آپ جواب دیتے اور کسی واقعہ کی بابت دریافت کرتے تو اس کے بارے میں بتاتے۔ خدا کی قسم! باوجودیکہ ہمارا ان سے اور ان کا ہم سے محبت اور قرب کا بڑا تعلق تھا مگر ہم ان کے رعب کی وجہ سے ان سے کم کم بات کرتے تھے۔ وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے اور مساکین کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے۔ کوئی طاقتور شخص یہ طمع نہیں رکھ سکتا تھا کہ وہ اپنی جھوٹی بات آپ سے منوا لے گا اور کوئی کمزور شخص آپ کے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہوتا تھا۔ خدا کی قسم! بعض موقعوں پر میں نے دیکھا کہ جب رات ڈھل جاتی اور ستارے ماند پڑ جاتے تو آپ اپنی داڑھی پکڑ کر ایسے تڑپتے جیسے سانپ کا ڈسا ہوا شخص تڑپتا ہے اور سخت غمگین شخص کی طرح روتے اور کہتے اے دنیا! جا تُو میرے سوا کسی اَور کو جا کر دھوکا دے۔ کیا تُو میرے منہ لگتی ہے اور مجھے بن سنور کر دکھاتی ہے۔ تُو جو چاہتی ہے وہ کبھی نہیں ہو گا، کبھی نہیں ہو گا۔ میں تو تمہیں تین طلاقیں دے چکا جن کے بعد کوئی رجوع نہیں ہوتا کیونکہ تیری عمر تھوڑی ہے اور تُو بے وقعت ہے۔ یہ تمثیلی زبان میں دنیا سے مخاطب ہیں کیونکہ تیری عمر تھوڑی ہے اور تُو بے وقعت ہے۔ آہ! زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا اور راستہ وحشت ناک ہے۔

آپ کی صفات کے بارے میں یہ ساری باتیں بتائیں تو یہ سن کر امیر معاویہ رو پڑے اور کہا۔ اللہ! ابوالحسن پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضِرار! علی کی وفات پر تمہیں کیسا غم ہوا؟ ضِرار نے کہا اس عورت کے غم جیسا جس کے بچے کو اس کی گود میں ہی ذبح کر دیا جائے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۳ صفحہ ۱۱۰۷-۱۱۰۸ ذکر علی بن ابی طالب، دار الجیل بیروت ۱۹۹۲ء)

حضرت علیؓ کے قضائی فیصلے بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے بعض بیان کرتا ہوں جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ جو طبری نے لکھا ہے، بتاتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے اس احتیاط پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ عَدَل بن عثمان بیان کرتے ہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی ساری عربی عبارت ھی لکھی ہے میں اس وقت وہ عربی کی عبارت چھوڑ دیتا ہوں۔ ان شاء اللہ خطبہ چھپے گا تو اس وقت یہ لکھی جائے گی۔ (رَاَیْتُ عَلِیًّا عَمَّ خَارِجًا مِنْ ھَمْدَانَ فَرَاٰی فِئَتَیْنِ تَقْتُلَانِ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا ثُمَّ مَضٰی فَسَمِعَ صَوْتًا یَاغَوْثًا بِاللّٰہِ فَخَرَجَ یَحُضُّ نَحْوَہٗ حَتّٰی سَمِعْتُ خَفْقَ نَعْلِہٖ وَھُوَیَقُوْلُ اَتَاکَ الْغَوْثُ فَاِذَا رَجُلٌ یُلَازِمُ رَجُلًا فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعْتُ مِنْ ھٰذَا ثَوْبًا بِتِسْعَۃِ دَرَاھِمَ وَشَرَطْتُ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یُعْطِیَنِیْ مَغْمُوْرًا وَلَا مَقْطُوْعًا وَکَانَ شَرْطُھُمْ یَوْمَئِذٍ فَاَتَیْتُہٗ بِھٰذِہِ الدَّرَاھِمِ لِیُبَدِّلَھَا لِیْ فَاَبٰی فَلَزِمْتُہٗ فَلَطَمَنِیْ فَقَالَ اَبْدِلْہُ فَقَالَ بَیِّنَتُکَ عَلَی اللَّطْمَۃِ فَاَتَاہُ بِالْبَیِّنَۃِ فَاَقْعَدَہٗ ثُمَّ قَالَ دُوْنَکَ فَاقْتَصَّ فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ عَفَوْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَحْتَاطَہٗ فِیْ حَقِّکَ ثُمَّ ضَرَبَ الرَّجُلَ تِسْعَ دُرَّاتٍ وَقَالَ ھٰذَا حَقُّ السُّلْطَانِ۔) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ہمدان سے باہر مقیم تھے کہ اسی اثناء میں آپ نے دو گروہوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا اور آپ نے ان میں صلح کرا دی لیکن ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آپ کو کسی شخص کی آواز آئی کہ کوئی خدا کے لیے مدد کو آئے۔ پس آپ تیزی سے اس آواز کی طرف دوڑے حتی کہ آپ کے جوتوں کی آواز بھی آ رہی تھی اور آپ کہتے چلے جاتے تھے کہ مدد آ گئی۔ مدد آ گئی۔ جب آپ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے سے لپٹا ہوا ہے۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں نے اس شخص کے پاس ایک کپڑا نو درہم کو بیچا تھا اور شرط یہ تھی کہ کوئی روپیہ‘‘ یعنی جو درہم ہے وہ ’’مشکوک یا کٹا ہوا نہ ہو اور اس نے (خریدنے والے نے) اس کو منظور کر لیا تھا لیکن آج جو میں اس کو بعض ناقص روپے دینے کے لئے آیا‘‘ (اس نے جب مجھے روپے دیے تو ان درہم میں سے بعض ناقص تھے۔ جب میں ان کو ناقص روپے دینے کے لیے آیا) ’’تو اس نے بدلانے سے انکار کر دیا۔ جب میں پیچھے پڑا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا۔ آپ نے مشتری سے کہا کہ اس کو روپے بدل دے۔‘‘ جو خریدار تھا اس کو یہ کہا اس کو روپے بدل کے دو۔ رقم بدل کے دو ’’پھر دوسرے شخص سے کہا کہ تھپڑ مارنے کا ثبوت پیش کر۔ جب اس نے ثبوت دے دیا تو آپ نے مارنے والے کو بٹھا دیا اور اس سے کہا کہ اس سے بدلہ لے۔ اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تُو نے تو اس کو معاف کر دیا مگر مَیں چاہتا ہوں کہ تیرے حق میں احتیاط سے کام لوں۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص سادہ تھا اور اپنے نفع نقصان کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھ رہے ہیں۔ ’’اور پھر اس شخص کو‘‘ جس نے تھپڑ مارا تھا اس شخص کو ’’9 کوڑے مارے۔ اور فرمایا اس شخص نے تو تجھے معاف کر دیا تھا مگر یہ سزا حکومت کی طرف سے ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 362-363)

پھر ایک اَور واقعہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک عمدہ مثال حضرت علیؓ کے عمل سے ملتی ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک شخص نے دوسرے کو پیٹا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کو روکا اور مضروب کو کہا کہ اب تم اس کو مارو۔ مگر مضروب نے کہا کہ میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے سمجھ لیا کہ ڈر کے مارے اس نے اسے مارنے سے انکار کیا ہے کیونکہ وہ مارنے والا بڑا جبار شخص تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا تم نے اپنا ذاتی حق معاف کر دیا ہے مگر میں اب قومی حق کو استعمال کرتا ہوں اور اسے اسی قدر پِٹوا دیا جس قدر کہ اس نے دوسرے کمزور شخص کو پیٹا تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 331)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کا ایک مقدمہ ایک اسلامی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے حضرت علیؓ کا کچھ لحاظ کیا۔ آپؓ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے کی ہے‘‘ کہ میرا لحاظ کر رہے ہو ’’میں اور یہ اس وقت برابر ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 516)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کیا آپ قوم کے سب سے فصیح و بلیغ واعظ اور ان لوگوں میں سے نہ تھے جو لفظوں میں جان ڈال دیتے ہیں؟ اپنی بلاغت اور حسن بیان کے زور سے اور سامعین کے لئے اپنی پُر کشش تاثیر سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لینا آپ کے لئے محض ایک گھنٹے بلکہ اس سے بھی کم تر وقت کا کام تھا۔‘‘

(سرالخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 350 ،سرالخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 89-90 شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔‘‘ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 294)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیتے ہیں اور بہت سے امور خلافِ تقویٰ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ حِلْیَہ اِیْمَان سے بھی ان کو عاری سمجھتے ہیں۔‘‘ یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں تو ایمان ہی نہیں تھا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے زیور سے عاری تھے۔ ’’تو اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ صدیق کے لئے تقویٰ اور امانت اور دیانت شرط ہے تو یہ تمام بزرگ اور اعلیٰ طبقہ کے انسان جو رسول اور نبی اور ولی ہیں کیوں خدا تعالیٰ نے ان کے حالات کو عوام کی نظر میں مشتبہ کر دیا۔‘‘ کیوں یہ لوگ جو تھے ان کو صحیح طرح سمجھ نہیں آئی کیوں ان کی جو حالت تھی، ان کا جو سارا اسوہ تھا مشتبہ تھا؟ ’’اور وہ اُن کے افعال اور اقوال کو سمجھنے سے اس قدر قاصر رہے کہ ان کو دائرہ تقویٰ اور امانت اور دیانت سے خارج سمجھا اور ایسا خیال کر لیا کہ گویا وہ لوگ ظلم کرنے والے اور مالِ حرام کھانے والے اور خون ناحق کرنے والے اور دروغ گو اور عہد شکن اور نفس پرست اور جرائم پیشہ تھے حالانکہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ نہ رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ نبی ہونے کا اور نہ اپنے تئیں ولی اور امام اور خلیفۃ المسلمین کہلاتے ہیں لیکن بایں ہمہ کوئی اعتراض ان کے چال چلن اور زندگی پر نہیں ہوتا تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیا کہ تا اپنے خاص مقبولوں اور محبوبوں کو بدبخت شتاب کاروں سے جن کی عادت بدگمانی ہے مخفی رکھے جیسا کہ خود وجود اس کا اس قسم کی بدظنی کرنے والوں سے مخفی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 422 حاشیہ)

یعنی یہ کہنے والے خود بدبخت ہیں اور بدظنی کرنے والے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے خود اپنے آپ کو مخفی رکھا ہوا ہے اور لوگ اللہ تعالیٰ پر بدظنی کرتے ہیں اسی طرح اس کے جو مقرب ہیں ان پر بھی خود یہ بدبخت لوگ اعتراض میں جلدی کرنے والے ہیں یہی لوگ اصل میں ایسے ہیں جن میں تقویٰ نہیں ہے اور یہ متقیوں پر الزام لگاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضرت علیؓ متلاشیان (حق) کی امید گاہ اور سخیوں کا بے مثال نمونہ اور بندگان (خدا) کے لئے حجۃ اللہ تھے۔ نیز اپنے زمانے کے لوگوں میں بہترین انسان اور ملکوں کو روشن کرنے کے لئے اللہ کے نور تھے لیکن آپ کی خلافت کا دور امن و امان کا زمانہ نہ تھا بلکہ فتنوں اور ظلم و تعدی کی تُند ہواؤں کا زمانہ تھا۔ عوام الناس آپ کی اور ابن ابی سفیان کی خلافت کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اور ان دونوں کی طرف حیرت زدہ شخص کی طرح ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے اور بعض لوگ ان دونوں کو آسمان کے فرقد نامی دو ستاروں کی مانند تصور کرتے تھے اور دونوں کو درجہ میں ہم پلہ سمجھتے تھے لیکن سچ یہ ہے کہ حق (علی) مرتضیٰؓ کے ساتھ تھا اور جس نے آپ کے دور میں آپ سے جنگ کی تو اس نے بغاوت اور سرکشی کی لیکن آپ کی خلافت اس امن کی مصداق نہ تھی جس کی بشارت خدائے رحمٰن کی طرف سے دی گئی تھی بلکہ (حضرت علی) مرتضیٰؓ کو ان کے مخالفوں کی طرف سے اذیت دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم اور طرح طرح کے فتنوں کے نیچے پامال کی گئی۔ آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا لیکن زندگی بھر آپ غمزدہ اور دل فگار رہے اور پہلے خلفاء کی طرح دین کی اشاعت اور شیطانوں کو رجم کرنے پر قادر نہ ہو سکے بلکہ آپ کو قوم کی طعن زنی سے ہی فرصت نہ ملی اور آپ کو ہر ارادے اور خواہش سے محروم کیا گیا۔ وہ آپ کی مدد کے لئے جمع نہ ہوئے بلکہ آپ پر پیہم ظلم ڈھانے پر یکجا ہو گئے اور اذیت دینے سے باز نہ آئے بلکہ آپ کی مزاحمت کی اور ہر راستے میں بیٹھے اور آپ بہت صابر اور صالحین میں سے تھے مگر یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کی خلافت کو اس (آیت استخلاف والی) بشارت کا مصداق قرار دیں کیونکہ آپ کی خلافت فساد، بغاوت اور خسارے کے زمانے میں تھی۔‘‘

(سرالخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 352-353،سرالخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 95-96 شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔‘‘

(مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ 151 مکتوب نمبر 2 مکتوب بنام حضرت خان صاحب محمد علی خان صاحب مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ حضرت علیؓ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’آپ‘‘ یعنی حضرت علی ’’رضی اللہ عنہ تقویٰ شعار، پاک باطن اور ان لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے ہاں سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں اور آپ قوم کے برگزیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ خدائے غالب کے شیر، خدائے مہربان کے جوانمرد، سخی، پاک دل تھے۔ آپ ایسے منفرد بہادر تھے جو میدان جنگ میں اپنی جگہ نہیں چھوڑتے خواہ ان کے مقابلے میں دشمنوں کی ایک فوج ہو۔ آپ نے ساری عمر تنگدستی میں بسر کی اور نوع انسانی کے مقامِ زہد کی انتہا تک پہنچے۔ آپ مال و دولت عطا کرنے، لوگوں کے ہم و غم دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں کی خبر گیری کرنے میں اول درجے کے مرد تھے۔ آپ نے جنگوں میں طرح طرح کے بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ تیر اور تلوار کی جنگ میں آپ سے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت شیریں بیان اور فصیح اللسان بھی تھے۔ آپ کا بیان دلوں کی گہرائی میں اتر جاتا اور اس سے ذہنوں کے زنگ صاف ہو جاتے اور برہان کے نور سے اس کا چہرہ دمک جاتا۔ آپ قسما قسم کے انداز بیان پر قادر تھے اور جو آپ سے ان میں مقابلہ کرتا تو اسے ایک مغلوب شخص کی طرح آپ سے معذرت کرنا پڑتی۔ آپ ہر خوبی میں اور بلاغت و فصاحت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو اس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا اور آپ لاچاروں کی غمخواریوں کی جانب ترغیب دلاتے اور قناعت کرنے والوں اور خستہ حالوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے۔ آپ اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ فرقان (حمید) کے جام (معرفت) نوش کرنے میں سابقین میں سے تھے اور آپ کو قرآنی دقائق کے ادراک میں ایک عجیب فہم عطا کیا گیا تھا۔ میں نے عالَمِ بیداری میں انہیں دیکھا ہے نہ کہ نیند میں۔ پھر (اسی حالت میں) آپ نے خدائے علام (الغیوب) کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے اور یہ اب آپ کو دی جاتی ہے۔ پس آپ کو اس عطا پر مبارک ہو‘‘ یعنی حضرت علیؓ نے یہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی اور فرمایا آپ کو اس عطا پر مبارک ہو۔ ’’جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔‘‘ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا ’’اور وہ تفسیر لے لی اور میں نے صاحبِ قدرت عطا کرنے والے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے آپ کو خَلق میں متناسب اور خُلق میں پختہ اور متواضع منکسر المزاج تاباں اور منور پایا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے بڑی محبت و الفت سے ملے اور میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آپ مجھے اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور میں اپنے مسلک اور مشرب میں شیعوں سے جو اختلاف رکھتا ہوں وہ اسے بھی جانتے ہیں لیکن آپ نے کسی بھی قسم کی ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی (مجھ سے) پہلوتہی کی بلکہ وہ مجھے ملے اور مخلص محبین کی طرح مجھ سے محبت کی اور انہوں نے سچے صاف دل رکھنے والے لوگوں کی طرح محبت کا اظہار فرمایا اور آپ کے ساتھ‘‘ یعنی حضرت علیؓ کے ساتھ ’’حسین بلکہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں اور سید الرسل خاتم النبیینؐ بھی تھے اور ان کے ساتھ ایک نہایت خوبرو، صالحہ جلیلۃ القدر، بابرکت، پاکباز، لائق تعظیم، باوقار، ظاہر و باہر نور مجسم جوان خاتون بھی تھیں جنہیں میں نے غم سے بھرا ہوا پایا لیکن وہ اسے چھپائے ہوئے تھیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مَیں لیٹا ہوا تھا۔ پس آپ بیٹھ گئیں اور آپ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور شفقت کا اظہار فرمایا اور مَیں نے دیکھا کہ وہ میرے کسی غم کی وجہ سے غمزدہ اور رنجیدہ ہیں اور بچوں کی تکالیف کے وقت ماؤں کی طرح شفقت و محبت اور بے چینی کا اظہار فرما رہی ہیں۔‘‘ (اس بات پہ بھی بعض غیر از جماعت لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہ دیکھو جی۔ کیسی غلط بات کی ہے کہ ران پر سر رکھ لیا حالانکہ آپ نے یہ ماؤں کی مثال دی ہے اور اس سے پہلے جو باتیں کی ہیں اور وہ ساری جو صفات بیان کی ہیں اس کو اگر غور

سے پڑھیں اور پھر یہ فقرہ دیکھیں کہ ماؤں کی طرح شفقت و محبت کی تو سارے اعتراض دور ہو جاتے ہیں لیکن گندی ذہنیت ہے اس لیے ان لوگوں میں اعتراض پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بہرحال پھر آپ یعنی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں) ''پھر مجھے بتایا گیا کہ دین کے تعلق میں ان کے نزدیک میری حیثیت بمنزلہ بیٹے کے ہے اور میرے دل میں خیال آیا کہ ان کا غمگین ہونا'' یعنی حضرت فاطمہؓ کا غمگین ہونا ''اس امر پر کنایہ ہے جو مَیں قوم، اہل وطن اور دشمنوں سے ظلم دیکھوں گا۔ پھر حسنؓ اور حسینؓ دونوں میرے پاس آئے اور بھائیوں کی طرح مجھ سے محبت کا اظہار کرنے لگے اور ہمدردوں کی طرح مجھے ملے اور یہ کشف بیداری کے کشفوں میں سے تھا اور اس پر کئی سال گزر چکے ہیں اور مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مَیں حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن سے عداوت رکھے اس سے مَیں عداوت رکھتا ہوں اور بایں ہمہ مَیں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ مَیں اس سے اعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہوں۔ اگر تم قبول نہ کرو تو میرا عمل میرے لئے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے اور اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔''

(سرالخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358-359، سرالخلافہ اردو ترجمہ صفحہ 108 تا 112 شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

یہاں اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ختم ہوتا ہے ان شاء اللہ آئندہ آگے شروع ہوگا۔

اس وقت میں یہ بھی ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ نمازوں کے بعد مَیں ایک نیا ٹی وی چینل لانچ کروں گا جو ایم ٹی اے گھانا کے نام سے چوبیس گھنٹے براڈ کاسٹ (broadcast) ہوگا۔ گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو 2017ء میں قائم ہوا تھا اور عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم امیر مشنری انچارج گھانا تھے ان کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تھا۔ بہرحال ایم ٹی اے افریقہ چینلز کے موجودہ پروگراموں کا ساٹھ فیصد حصہ اس سٹوڈیو میں تیار ہوتا ہے۔ سٹوڈیو میں سترہ فل ٹائم (full time) کارکنان ہیں اور ساٹھ سے زیادہ رضا کار بھی ہیں جو مختلف محکموں میں تربیت یافتہ ہیں۔ وہاب آدم سٹوڈیو گھانا کے جدید ترین سٹوڈیوز میں سے ایک ہے اور اس میں کئی بہترین سہولیات مہیا ہیں مختلف میڈیا تنظیمیں اور براڈ کاسٹر تربیتی مقاصد اور کام کے تجربہ کے لیے اپنے عملے کو اس سٹوڈیو میں بھیجتے ہیں۔ سٹوڈیو نے بہت سے براہ راست پروگرام نشر کیے ہیں جن میں افریقہ کا پہلا قرآن کریم کی تلاوت کا مقابلہ اور رمضان المبارک کی نشریات شامل ہیں۔ ایم ٹی اے گھانا کے نام سے اب ایک نیا چینل لانچ کیا جا رہا ہے۔ یہ گھانا میں ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر چوبیس گھنٹے نشر ہونے والا نیا ملکی ٹی وی چینل ہوگا۔ ایم ٹی اے گھانا سیٹلائٹ ڈش کی ضرورت کے بغیر ایک عام ایریل (aerial) کے ذریعہ دیکھا جا سکے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گھانا کے لوگ عام انٹینا پر بھی بآسانی اس چینل تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ چینل اسی جگہ، اسی لوکیشن پر دستیاب ہوگا جہاں گھانا کے بڑے بڑے چینل موجود ہیں اور اس طرح ملک کے طول و عرض میں لاکھوں گھروں تک اس کی رسائی ہوگی اور تمام علاقے ساؤتھ سے لے کر نارتھ تک یہ کور (cover) کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ گھانا کی مختلف زبانوں میں بھی وہاب آدم سٹوڈیو سے پروگرام تیار کیے جائیں گے جن میں انگریزی، چوئی (Twi)، گا (GA)، ہاؤسا اور دوسری زبانیں شامل ہیں۔ چینل کی ٹرانسمیشن اور شیڈیولنگ کا کام وہاں لجنہ کی رضا کار اور دیگر ٹیمیں کریں گی۔ اخلاقی اور تعلیمی اور تربیتی پروگرام بنائے جائیں گے۔ اس حوالے سے اسلام کی صحیح اور خوبصورت تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس چینل کے ذریعہ سے ایم ٹی اے گھانا ملک میں ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر اسلامی تعلیمات کے لیے مکمل طور پر وقف واحد چینل ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک جگہ ہمارے مخالفین راستہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دوسری جگہ اَور کئی راستے کھول دیتا ہے۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے جماعت پر فضل۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جو بند راستے ہیں وہ بھی اپنے وقت پہ کھلیں گے۔ ان شاء اللہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں ساتھ ہی ساتھ خوشی کے سامان بھی پہنچا دیتا ہے۔ تو یہ چینل ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک کو کور کرے گا بلکہ ہمسایوں کے کچھ علاقوں کو بھی شاید کور کرے۔ ان شاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا جمعہ کے بعد، نمازوں کے بعد مَیں اس کا افتتاح کروں گا۔

دوسری بات جیسا کہ میں آج کل توجہ دلا رہا ہوں۔ پاکستان اور الجزائر کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو وہاں سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مخالفین احمدیت کو عقل اور سمجھ دے۔ اگر نہیں ہے تو پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے سلوک کرنا ہے وہ کرے اور جلد ہم ان سے نجات پانے والے بنیں۔ اور ہم کو، خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو خود بھی آج کل نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت ..... از صفحہ 1

کروں۔ تمہاری بے چینیاں دور کروں۔ تمہیں اپنے قریب کروں۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف کروں۔ تمہیں صحیح عبد بننے کی توفیق عطا کروں۔ تم پر اپنا رحم کروں۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔ (التوبۃ:104) یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔۔۔

پس استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان اپنے گناہوں سے اور اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقّت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہیے۔ صرف منہ سے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ کہنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور صدقات کو جو بے چینی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے۔ اور جب بندہ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ میں اپنی کمزوریوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوشخبری بھی دی، دعاؤں اور صدقات کو قبول کرنے کی مزید وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دو قدم چل کر آتا ہوں۔ اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو مَیں دوڑ کر آتا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب التوحید باب یحذرکم اللہ نفسہ حدیث 7405)

پس اللہ تعالیٰ کے رحم کی کوئی انتہا نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے۔ بڑا سخی ہے۔ بڑا کریم ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ان اللہ حیّ … الخ حدیث 3556)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 2017ء بحوالہ الاسلام)

حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے

بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت اقدس، شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ان کے والد صاحب کے حالات دریافت فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ:

''ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجا لاؤ۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۹۴ البدر ۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

نیک عمل کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے بہت بڑھا کر انہیں دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نوازنے کے طریقے اور معیار انسانی سوچوں سے بہت بالا ہیں۔ پس جب ایسے خدا پر ہم ایمان لانے والے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حالات اور پُرانی یادیں ہمیں مایوس کریں۔ ہاں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے بعض اوقات انسان سمجھتا ہے کہ اب کوئی صورت مخلصی کی نہیں ہے۔ یعنی ایسی صورت جو انسانوں کے دائرہ اختیار میں ہو تب لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ کی آواز آتی ہے۔ اور وَیَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ کا نظارہ ایک عاجز انسان دیکھتا ہے۔

پس یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنے دن اور رات دعاؤں میں صرف کریں۔ خاص طور پر ان جلسہ کے دنوں میں جلسے پر آئے ہوئے جو لوگ ہیں، جو شامل ہو رہے ہیں وہ اپنے قادیان میں قیام کے ہر لمحے کو دعاؤں میں ڈھال دیں۔ خاص طور پر پاکستان سے آئے ہوئے احمدی یاد رکھیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی رحمت سے گمراہوں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ پس یہ مایوسی غیروں کا کام ہے۔ ہم تو گمراہوں میں شامل نہیں۔ ہم تو مہدی آخر الزمان کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے اس مسیح و مہدی کے ذریعے سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالا ہے۔ ہمیں تو گمراہی میں بھٹکنے کے بجائے صراطِ مستقیم پر چلنا سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً احمدی اس حقیقت کو جانتے ہیں تبھی تو ایمان کی مضبوطی کے ساتھ تکالیف بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان تکالیف کو جو انہیں مخالفینِ احمدیت پہنچاتے ہیں اُن کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ تبھی تو اپنے شہداء کو بغیر جزع فزع کے باوقار طریقے سے دفنانے کے بعد، اُن کی تدفین کرنے کے بعد، دعائیں کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لَوٹتے ہیں۔ اور پھر اپنے آنسو صرف اور صرف خدا کے آگے بہاتے ہیں۔ لیکن بعض اِکّا دُکّا، کوئی کوئی، پریشان بھی ہو جاتے ہیں جو اچھا بھلا دین کا علم رکھنے والے بھی ہیں اور بعض جماعت کے کام کرنے والے بھی ہیں۔ کہہ دیتے ہیں اور بعض مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ یہ سختیوں کے دن لمبے ہوتے جا رہے ہیں۔ کل یا پرسوں کی باتیں ہوتی تھیں، یہ کل یا پرسوں تو ختم ہی نہیں ہو رہی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ قوموں کی زندگی میں دنوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ قوموں کی عمر میں چند سال کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ ترقی کرنے والی قومیں صرف ایک محاذ کو نہیں دیکھتیں، ایک ہی طرف اُن کی نظر نہیں ہوتی، اُن کی نظر قوم کی مجموعی ترقی پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے سخت حالات کے بعد جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ چکی ہے بلکہ پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پہلے سے بڑھ کر ہے۔ ہاں بعض سختیاں بھی ہیں۔ بعض پابندیاں ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات ہیں۔ خلیفہ وقت کو جماعت سے براہِ راست اور جماعت کو خلیفہ وقت سے بغیر کسی واسطے کے ملنے کی تڑپ بھی دونوں طرف سے ہے۔ وہ بیشک اپنی جگہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اس کے لئے بھی نصف ملاقات کا ایک راستہ بھی ہمارے لئے کھول دیا ہے جو ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعے سے انتظام فرمایا ہے۔ اگر پاکستان میں جلسے اور اجتماعات پر پابندیاں ہیں تو ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعے سے ہی کئی جلسوں اور اجتماعات میں دنیا کا ہر احمدی بشمول پاکستانی احمدی شریک ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے باوجود پابندیوں کے روحانی مائدہ کو بند نہیں ہونے دیا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات ہیں تو کبھی بھی کسی وقت بھی کسی کے دل میں بھی مایوسی کے خیالات نہیں آنے چاہئیں۔ بلکہ ان دنوں میں اہلِ ربوہ کو بھی اور اہلِ پاکستان کو بھی اپنی بے چینیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے دعاؤں میں بدل لینا چاہئے، دعاؤں میں ڈھال لینا چاہئے۔ مَیں اپنے تصور میں ربوہ کے جلسہ کے پُر رونق ماحول اور پاک ماحول کو لا کر غور کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جو احمدیت کی فتح کی تقدیر ہے اُس پر غور کرتا ہوں اور یہی ہر احمدی کا کام ہے۔ وہ تقدیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کی تقدیر ہے۔ جو دنیا کی اکثریت کو مسیح محمدی کی جماعت میں شامل کرنے کی تقدیر ہے۔ جو دوسری قوموں کی طرح پاکستانیوں پر بھی مسیح موعود کی صداقت خارق عادت طور پر ظاہر ہونے کی تقدیر ہے۔ پس ہمیں اپنی دعاؤں میں ایک خاص رنگ پیدا کرتے ہوئے اس الٰہی تقدیر کو اپنی زندگی میں دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کی انتہا کرتے ہوئے مانگتے چلے جانا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 24/ دسمبر 2010ء)

	08فروری2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:37	18:15
مدینہ منورہ		05:41	18:12
قادیان		05:54	18:09
ربوہ		05:34	17:49
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:59	17:06

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تجلیات الٰہیہ میں تحریر فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409تا410)